بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　نحمدہٗ و نصلیٰ علیٰ رسول الکریم　　　و علیٰ عبد ہ المسیح الموعود

وصیّتی چندہ کی حقیقت

یَآیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوٓ اِنَّ کَثِیرً امِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَ الرُّھۡبَانِ لَیَاۡ کُلُوۡنَ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَیَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ
اللّٰہِ وَ الَّذِینَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّھَبَ وَ الۡفِضَّۃَ وَ لَا یُنۡفِقُوۡنَھَا فِیۡسَبِیۡلِ اللّٰہِ فَبَشِّرۡ ھُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ہ(سورۃ توبہ۔۳۴)

اے مومنو! اکثر احبار (علماء) اور رُہبان (عابد) لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ اِن کو دردناک عذاب کی خبر پہنچادے۔

محترم جناب ڈاکٹر عبدالغنی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاۃ۔

وسط دسمبر ۲۰۰۷ء میں آپ کا ایک خط موصول ہوا تھا۔ آپکے خط اور آپکی دعاؤں کیلئے آپ کا بہت شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی والی طویل عمر عطا فرمائے اور ہم کو آپ کی دعاؤں کا فیض پہنچتا رہے آمین۔ مورخہ ۷۔ جنوری ۲۰۰۸ء بروز سوموار آپ کو خط لکھنے لگا تو اُسی دن آپکی ایک e-mail موصول ہوئی اور اس میں کچھ سوالات بھی تھے۔ لہٰذا آج آپکے خط اور سوالات کا جواب لکھ رہا ہوں۔ آپکا ایک سوال ہے:۔

I shall be grateful if you kindly let me know how many people have taken batt so far?

میرے محترم:۔ جس شخص کو لوگ خود کھڑا کریں وہ تو اُن کیلئے قابل قبول ہوتا ہے لیکن تاریخ مذہب سے پتہ چلتا ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی خلق کی اصلاح اور اُن پر رحم کرنے کیلئے کھڑا کرتا ہے تو وہ اہلِ دنیا کیلئے قابل قبول نہیں ہوا کرتا سوائے چند لوگوں کے جنہیں اُنگلیوں پر گنا جا سکے۔ اگرچہ اُسکے پاس اپنی صداقت کے بڑے بھاری ثبوت ہوا کرتے ہیں اور اُسکی قوم اُن دلائل کا مقابلہ نہیں کرسکتی لیکن اسکے باوجود اُسکے مُخاطبات کی بڑی بھاری اکثریت اُسکا انکار کردیتی ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ کے ذکر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
” فَاٰمَنَ لَہٗ لُوۡطٌ وَقَالَ اِنِّیۡ مُھَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیۡ اِنَّہٗ ھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ہ“ (العنکبوت۔۲۷) اس کے بعد لوط اُس (ابراہیم) پر ایمان لے آئے اور (ابراہیم) نے کہا، میں تو اپنے ربّ کی طرف ہجرت کر کے جانیوالا ہوں وہ یقیناً غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ پر اُسکی قوم میں سے صرف اُسکے بھتیجے حضرت لوطؑ ایمان لائے تھے۔ باقی اُسکے باپ اور اُسکے سب رشتہ داروں اور اُس کی ساری قوم نے نہ صرف اُس کا انکار کیا بلکہ اُسے جلاوطنی پر بھی مجبور کردیا۔ جلاوطنی سے پہلے قوم نے آپؑ کو آگ میں پھینکا اور آپؑ بے خطر آگ میں کود بھی گئے۔ ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق　۔　عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

اس طرح حضرت موسیٰؑ کے ذکر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ”فَمَآ اٰمَنَ لِمُوۡسٰی اِلَّا ذُرِّیَّۃٌ مِّنۡ قَوۡمِہٖ عَلٰی خَوۡفٍ مِّنۡ فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا ئِھِمۡ اَنۡ یَّفۡتِنَھُمۡ وَ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ وَ لَعَالٍ فِی الۡاَرۡضِ وَ اِنَّہٗ لَمِنَ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ہ“ (یونس۔۸۴) پھر اس کی قوم کے چند نوجوان ہی اس پر ایمان لائے باقی لوگوں نے فرعون (کے ڈر سے) اور اپنی قوم کے بڑے لوگوں کے خوف سے کہ وہ انہیں کسی مصیبت میں نہ ڈال دیں موسیٰ کی فرمانبرداری اختیار نہ کی اور فرعون یقینی طور پر چیرہ دست اور حد سے بڑھ جانے والوں میں سے تھا۔

میرے محترم:۔ آج میرا بھی یہی حال ہے۔ خاکسار کے ساتھ بھی اب تک دو درجن کے قریب افرادِ جماعت نے اطاعت اور وفاداری کا عہد کیا ہے اور اِن خوش نصیبوں میں سے ایک آپ بھی ہیں۔ قریباً ایک صدی قبل جب حضرت مہدی و مسیح موعودؑ مسلمانوں میں ظاہر ہوئے تھے تو اس وقت مسلمان کسی نظام کے شکنجے میں گرفتار نہیں تھے اور نہ اُن پر اخراج اور مقاطعہ کی تلواریں لٹک رہیں تھیں۔ اس کے باوجود شروع میں آپؑ کو قلیل لوگوں نے قبول کیا تھا۔ لیکن آج جب آپؑ کا غلام آپکی جماعت میں ظاہر ہوا ہے تو افرادِ جماعت پہلے ہی ایک ظالمانہ اور غیر اسلامی نظام کے شکنجے میں جکڑے جا چکے ہیں۔ مزید برآں اُنکی ذہنی تطہیر (Brain Washing) کر کے انہیں اس غیر فطری نظام کا عادی بنانے کیساتھ ساتھ اُن پر اخراج اور مقاطعہ کی تلواریں بھی لٹکا دی گئیں ہیں۔ سچائی قبول کرنے کیلئے جرأت چاہیے۔ لیکن افرادِ جماعت کو ایک فرعونی نظام کے ساتھ بزدل بنا دیا گیا ہے۔ اب یہ لوگ ”اسیروں کو رُستگاری دلانے والے (مصلح موعود)“ کی آواز پر بھلا اتنی جلدی کیسے لبیک کہہ سکتے ہیں۔؟ ؎

آئین نو سے ڈرنا طرزِ کہن پہ اڑنا　۔　منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

آپ کا دوسرا سوال کچھ اس طرح ہے:۔

According to Alwasiatte book, please let me know regarding the contribution for people who take wasiatte at 10% of their property.Is it possible to pay also 10% of monthly income as advise by Masiah-e- Maoude who already agreed to pay 10% of the property but He is not asked to pay their monthly income as charged by Jama'at. Please guide us on this subject.

جواباً خاکسار پہلے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے جاری کردہ چندوں کے سلسلہ میں کچھ عرض کرتا ہے اور اس میں آپکے سوال کا جواب بھی آ جائے گا۔ حضورؑ نے اپنی زندگی میں دو قسم کے چندوں کی تحریک فرمائی تھی۔ اِن میں سے ایک فرض یا لازمی چندہ تھا اور دوسرا غیر لازمی یا اختیاری چندہ تھا جسے جماعت میں وصیّتی چندہ کہا جاتا ہے۔

(۱) فرض یا لازمی چندہ۔

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے لنگر خانہ کے مصارف اور دیگر متفرق اخراجات کی ادائیگی کے لیے اس فرض یا لازمی چندے کی تحریک اشتہار ۵۔ مارچ ۱۹۰۲ء میں فرمائی تھی۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''سو ہر ایک شخص کو چاہیے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیے کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا کہ اپنی زبان پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ سو انہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا۔ اب چاہیے کہ ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اس قدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جس کو وہ دے سکتا ہے گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔ مگر خدا کیساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہیے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ۔ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کیلئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنیوالے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کیلئے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین (۳) ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اُس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اسکے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۶۸ تا ۴۶۹)

حضورؑ کے اس اقتباس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل۔ یہ کہ حضورؑ نے اس چندے کو فرض یعنی لازمی قرار دیا ہے۔ دوئم۔ اس فرض یا لازمی چندے کی شرح یا مقدار کا تعین خود نہیں فرمایا بلکہ ہر احمدی کی صوابدید یعنی مرضی اور اختیار پر چھوڑ دیا۔

(۲) غیر لازمی یا وصیّتی چندہ۔

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ''رسالہ الوصیت'' میں اشاعتِ اسلام اور تبلیغِ قرآن کیلئے ایک دوسرے چندہ کی تحریک فرمائی تھی جسے عرفِ عام میں وصیتی چندہ کہا جاتا ہے۔ یہ چندہ غیر لازمی یا اختیاری ہے۔ اس چندے کی حقیقت سے متعلق درجِ ذیل باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں:۔

(ا) جو شخص بھی اس تحریکِ وصیت میں شامل ہونا چاہتا ہے اُس پر فرض ہے کہ وہ اپنی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے دسویں حصے کی اشاعتِ اسلام اور اغراضِ جماعت احمدیہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ کے حوالے کرنے کی وصیت کر دے۔ جیسا کہ حضورؑ ''رسالہ الوصیت'' میں فرماتے ہیں:۔

''۲۔ ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الــوصیّۃ کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی ثبتِ شہادت کیساتھ اپنے زمانۂ قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصّہ اشاعت اغراضِ سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے بطور وصیت یا وقف دیتے ہیں۔ اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخباروں میں اِس کو شائع کرا دیں۔'' (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۳)

حضورؑ کے یہ الفاظ بڑے واضح اور صاف ہیں اور اِن میں آپؑ نے قطعاً ماہانہ آمدنی کے دسویں حصّے کی وصیت کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ کسی بھی موصی کیلئے صرف اُس کی کل منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے کم از کم دسویں حصّے کو انجمن کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ حالانکہ حضورؑ کو اس وقت اچھی طرح علم ہوگا کہ میری جماعت کے کافی لوگ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد رکھنے کے علاوہ بذریعہ ملازمت ماہانہ آمدنی بھی کماتے ہیں لیکن اس کے باوجود حضورؑ نے ماہانہ آمدنی کو وصیّت میں شامل نہیں فرمایا۔

(۲) جو شخص اس تحریک الوصیت میں شامل ہونا چاہے تو اس کی وصیت پر عمل درآمد اُس کی موت کے بعد ہوگا۔ حضوؑر فرماتے ہیں :۔

''ہر ایک صاحب جو حسبِ شرائط متذکرہ بالا کوئی وصیت کرنا چاہیں تو ان کی وصیت پر عمل درآمد اُنکی موت کے بعد ہوگا۔ لیکن وصیت کو لکھ کر اس سلسلہ کے امین مفوّض الخدمت کو سپرد کر دینا لازمی امر ہوگا اور ایسا ہی چھاپ کر شائع کرنا بھی کیونکہ موت کے وقت اکثر وصایا کا لکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔'' (ایضاً۔ صفحہ ۳۲۰)

حضوؑر کے یہ الفاظ بھی بڑے واضح اور صاف ہیں اور ان الفاظ کے مطابق جو شخص بھی وصیت کرنا چاہے تو اُس کی وصیت پر عمل درآمد اُسکی موت کے بعد ہوگا۔ ہاں یہ جائز ہے کہ موصی صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے مطابق اپنی منقولہ وغیر منقولہ کل وصیتی جائیداد کی قیمت مقرر فرما کر اُس کا دسواں حصہ اپنی زندگی میں چاہے یک مشت یا آہستہ آہستہ اقساط میں انجمن کے حوالے کر دے۔ مزید یہ کہ قیمت مقرر ہونے کے بعد موصی کی کل منقولہ وغیر منقولہ جائیداد ہر قسم کے چندے سے مستثنٰی ہو جائے گی سوائے ایک فرض اور لازمی چندے کے جس کا ذکر حضوؑر نے اشتہار ۵۔ مارچ ۱۹۰۲ء میں فرمایا تھا۔ اور جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اس فرض یا لازمی چندے کی شرح یا مقدار کا تعین حضوؑر نے ہر احمدی کی اپنی صوابدید یا مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ حضوؑر کی اس تحریر سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؑ نے وصیتی چندہ کو افرادِ جماعت کی ماہانہ آمدنی پر نہیں لگایا تھا۔ اگر لگایا ہوتا تو ماہانہ آمدنی کے دسویں حصّے کی ادائیگی کیلئے موت کے بعد تک کا انتظار کرنا عبث تھا۔ اس حالت میں آپؑ نہ صرف ماہانہ آمدنی کا ذکر فرماتے بلکہ ساتھ ہی یہ بھی ضرور ذکر فرماتے کہ ''اُن کی وصیت پر عمل درآمد اُن کی وصیّت منظور ہونے کے فوری بعد شروع ہو جائے گا۔'' لیکن آپؑ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ اس کے برخلاف فرمایا۔

(۳) اگر کوئی شخص جو کوئی بھی جائیداد (منقولہ وغیر منقولہ) نہ رکھتا ہو اور وہ تحریک وصیت میں شامل ہونا چاہے تو اُسے اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصّہ ماہوار صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کرنا ہوگا۔ فرض یا لازمی چندہ جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے جتنا بھی وہ اپنے اوپر فرض کر لے تو وہ حق رکھتا ہے۔ مزید یہ کہ وہ حق رکھتا ہے کہ اپنے مقرر شدہ فرض چندے کو اپنے وصیتی چندے کیساتھ ادا کرتا رہے یا اگر وہ چاہے تو اس لازمی یا فرض چندے کو بھی اپنے وصیتی چندے میں شامل کر دے۔ ایسے شخص کو یہ بھی وصیت کرنی ہوگی کہ اُس کے مرنے کے بعد اُس کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے کم از کم دسویں حصّے کی مالک انجمن ہوگی۔ جیسا کہ اجلاس اوّل منعقدہ ۲۹۔ جنوری ۱۹۰۶ء کی روئیداد سے یہ ثابت ہوتا ہے جس کی حضوؑر نے تصدیق فرمائی تھی :۔

''(۶) جو احباب کوئی جائیداد نہیں رکھتے مگر آمدنی کی کوئی سبیل رکھتے ہیں وہ اپنی آمدنی کا کم از کم ۱۰/۱ حصّہ ماہوار انجمن کے سپرد کریں۔ یہ اُن کا اختیار ہے کہ جو چندے وہ سلسلہ عالیہ کی امداد میں اس وقت دیتے ہیں ان کو ۱۰/۱ حصّہ میں شامل رہنے دیں یا الگ کر دیں۔ اگر وہ اپنے موجودہ چندوں کو اس ۱۰/۱ حصّہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو جس طرح وہ چندہ بھیج رہے ہیں بھیجتے رہیں۔ البتہ اُن چندوں کو منہا کر کے جو بچے وہ بقیہ رقم فنانشل سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے نام بھیج دیں۔ باقی خط وکتابت اس مجلس کے سیکرٹری سے کریں۔ لیکن ان کو وصیّت کرنی ہوگی کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے متروکہ کی کم از کم ۱۰/۱ حصّہ کی مالک انجمن ہو۔'' (ایضاً۔ صفحہ ۳۳۲)

نوٹ۔ ''لیکن ان کو وصیّت کرنی ہوگی کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے متروکہ کی کم از کم ۱۰/۱ حصّہ کی مالک انجمن ہو۔'' اس فقرہ میں مرحوم موصی کے متروکہ سے کیا مراد ہے۔؟ واضح ہو کہ وہ موصی جس نے کوئی جائیداد نہ ہونے کی حالت میں اپنی آمدنی پر وصیت کروائی ہو اُسکی وفات پر اُس کا متروکہ دو قسم کا ہو سکتا ہے (۱) ایسا ترکہ جس کی وصیت مرحوم نے اپنی زندگی میں ادا کر دی تھی (۲) ایسا ترکہ (مثلاً۔ جو مرحوم کو اُسکی وفات سے پہلے وراثت کے طور ملا ہو وغیرہ) جس کی وصیت موصی نے اپنی زندگی میں ادا نہیں کی تھی۔ متذکرہ بالا فقرہ میں مرحوم موصی کے اسی قسم کے متروکہ کا ذکر ہے جس کی اُس نے اپنی زندگی میں وصیت ادا نہیں کی تھی۔

(۴) ''رسالہ الوصیّت'' بمعہ ضمیمہ اور اجلاس اوّل منعقدہ ۲۹۔ جنوری ۱۹۰۶ء سے ثابت ہے کہ وصیتی چندے کا تعلق کسی بھی موصی کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد سے ہے نہ کہ اُس کی ماہانہ آمدنی سے۔ ہاں اگر کوئی احمدی کچھ بھی جائیداد نہیں رکھتا تو وہ اجلاس اوّل منعقدہ ۲۹۔ جنوری ۱۹۰۶ء کے مطابق اپنی ماہانہ آمدنی پر وصیّت کرائے گا۔ (ثانیاً) یہ یاد رہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعوؑد کے مقرر کردہ فرض یا لازمی چندے کا تعلق ماہانہ آمدنی سے ہے۔ خواہ یہ ماہانہ آمدنی ملازمت سے یا تجارت سے یا کسی جائیداد سے یا تینوں ذرائع سے ہو۔ (ثالثاً) اور اس فرض یا لازمی چندے کی شرح یا مقدار اختیاری ہے نہ کوئی معین۔

(۵) خاکسار حضوؑر کے ''رسالہ الوصیّت'' بمعہ ضمیمہ اور اجلاس اوّل منعقدہ ۲۹۔ جنوری ۱۹۰۶ء کی سفارشات پر عمل کرنا ہی کسی احمدی کیلئے ضروری اور کافی سمجھتا ہے۔ علاوہ اس کے بعد ازاں وصیّتی چندہ کے معاملہ میں جو بھی تبدیلیاں اور تشریحات کی گئی ہیں اِن کو نہ صرف غیر ضروری بلکہ غلط بھی سمجھتا ہے۔ اور کوئی بھی احمدی اِن پر عمل کرنے کا پابند نہیں ہے۔ حضرت مہدی و مسیح موعوؑد نے جس وصیّت کا اِجرا فرمایا تھا اُس سے یہی ثابت ہوتا ہے اور یہی اُسکی روح ہے لیکن عملاً ہوا کیا اور کیا ہو رہا ہے۔؟؟؟

احمدیوں کی جائیدادیں قبضہ میں لینے کا پروگرام۔

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ''الوصیّت'' کی یہ تحریک جاری فرمائی تھی اور بلا شبہ آپؑ نے یہ تحریک اشاعتِ اسلام اور غلبۂ اسلام کیلئے جاری فرمائی تھی۔ آپؑ کے دل میں مال کی محبت کی بجائے دینِ مصطفےٰ ﷺ کی محبت جاگزیں تھی۔ آپؑ دنیاوی بڑائیوں اور جاہ جلال سے کوسوں دور تھے اور اکثر اپنا کھانا غریبوں کو دے کر خود چنے کھا کر گزارہ کر لیا کرتے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے اس برگزیدہ انسان کی اولاد نے ''الوصیّت'' ایسی الٰہی تحریک کو دنیا کمانے اور اپنے خاندان کو غالب کرنے کا ذریعہ بنالیا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے دین کے بھیس میں لوگوں کا مال کھانے کو سخت ناپسند فرمایا ہے لیکن پھر بھی اِن لوگوں نے ''تحریک الوصیّت'' کی آڑ میں تمام احمدیوں بلکہ ساری دنیا کی جائیدادوں کو اپنے قبضہ میں کرنے کا پروگرام بنایا ہوا ہے۔ اگر کسی احمدی کو میرے اس بیان میں شک ہو تو وہ برائے مہربانی درجِ ذیل الفاظ پر غور فرمائے کہ یہ ہمیں کیا پیغام دے رہے ہیں۔؟ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی لکھتے ہیں:۔

''پھر یہ یاد رکھو کہ وصیّت صرف پہلی نسل کیلئے نہیں ہے بلکہ دوسری نسل کیلئے بھی ہے۔ اور اس سے بھی اِنہی قربانیوں کا مطالبہ ہے۔ اور چونکہ وصیّت سے دنیا کے سامنے جنّت پیش کی جارہی ہے اگلی نسل اس کو لینے سے کس طرح انکار کرے گی پس دوسری نسل پھر اپنی خوشی سے بقیّہ جائیداد کا ۱۰/۱ سے ۳/۱ حصّہ قومی ضرورتوں کیلئے دیدے گی اور پھر تیسری نسل اور پھر چوتھی نسل بھی ایسا ہی کرے گی اور اس طرح چند نسلوں میں ہی احمدیوں کی جائیدادیں نظامِ احمدیت (یعنی خاندانِ مغلیہ۔ ناقل) کے قبضہ میں آجائیں گی۔ (نظامِ نو۔ مصنف ۔مرزا بشیر الدین محمود احمد صفحہ ۱۲۰)

اب سوال یہ ہے کہ بانئ جماعت نے تو یہ تحریک اس لیے جاری فرمائی تھی کہ اشاعت اسلام اور غلبہ اسلام کا وعدہ پورا ہو نہ کہ اس لیے کہ سب احمدیوں کی جائیدادیں اپنے قبضے میں کر کے انہیں کنگال کر دیا جائے۔؟ مگر بانئ جماعت کی اولاد نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ احمدیوں بلکہ تمام دنیا کی جائیدادیں اپنے قبضہ میں کر لیں۔ مندرجہ بالا الفاظ کے آگے اپنے کتابچے میں باقاعدہ جمع تفریق کر کے اور حساب لگا کر بتاتے ہیں کہ کس طرح چند نسلوں میں احمدیوں کی جائیدادیں ہمارے قبضہ میں آجائیں گی۔ اب سوال ہے کہ حضرت بانئ سلسلہ کے عقیدت مندوں کی جائیدادوں پر قبضہ کرنے والا ''مصلح موعود'' ہونا تو درکنار کیا صالح فکر انسان ہو سکتا ہے۔؟ مریدوں کی جائیدادوں پر قبضہ کرنا اور مال اکھٹا کرنا کیا دنیا پرستی نہیں تو اور کیا ہے۔؟ ؎ خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں! ۔ کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

احمدیوں اور تمام دنیا کو غلام بنانے کا پروگرام۔ اسی کتابچہ کے اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:۔

''اگر وصیّت کا نظام وسیع طور پر جاری ہو جائے تو مقصد بھی حل ہو جائے فساد اور خونریزی بھی نظر نہ آئے۔ آپس میں محبت اور پیار بھی رہے۔ دنیا میں کوئی بھُوکا اور ننگا بھی دکھائی نہ دے اور چند نسلوں میں انفرادیّت کی روح کو تباہ کئے بغیر قومی فنڈ میں دنیا کی تمام جائیدادیں منتقل ہو جائیں۔'' (ایضاً۔ صفحہ ۱۲۱)

خلیفہ ثانی صاحب کتنی خلافِ واقعہ اور کتنی غیر منطقی بات کہہ رہے ہیں اور کتنا بڑا جھوٹ بول رہے ہیں کہ جب سب لوگ اپنی جائیدادیں ہمیں دے دیں گے تو وہ بھوکے اور ننگے نہیں رہیں گے اور اُنکی انفرادیّت بھی تباہ نہیں ہوگی۔ ذرا سوچئے اگر زید اپنی ساری جائیداد بکر کے حوالے کر دے گا تو پھر زید کی اپنی انفرادیّت کیا رہے گی۔؟ وہ تو مکمل طور پر بکر کے رحم و کرم پر اور اُس کا غلام اور دستِ نگر ہو جائے گا۔ جب ایک شخص دوسرے کا غلام اور دستِ نگر بن جائے تو پھر اُسکی اپنی انفرادیّت کیا خاک رہے گی۔؟ اس سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے جس الٰہی ''تحریک وصیّت'' کا اِجرا غلبہ اسلام کیلئے فرمایا تھا آپؑ کے بیٹے نے اُسے احمدیوں بلکہ پوری دنیا کو غلام بنانے کا ذریعہ بنالیا۔ جہاں تک دین کے بھیس میں دنیا کمانے کا تعلق ہے تو حضرت بانئ سلسلہؑ نے اِسے سخت ناپسند فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''بعض لوگ تو کھلے طور پر طالبِ دنیا ہیں اور اُنکی ساری کوششیں اور تگ و دو دنیا تک محدود ہے۔ لیکن بعض لوگ ہیں تو اِسی مردود دنیا کے طلب گار۔ مگر وہ اس پر دین کی چادر ڈالتے ہیں۔ جب اس چادر کو اُٹھایا جاوے تو وہی نجاست اور بدبو موجود ہے۔ یہ گروہ پہلے گروہ کی نسبت زیادہ خطرناک اور نقصان رساں ہے۔ اکثر لوگ جب اِن دینداروں کی حالت کو دیکھتے ہیں تو وہ دہریئے ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ اُنکے اعمال کو اُنکے اقوال کیساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا'' (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۴۱)

والسلام

خاکسار

عبدالغفار جنبہ۔ کیل جرمنی

مورخہ ۱۲۔ جنوری ۲۰۰۸ء

☆☆☆☆☆☆☆